فہم قرآن

از

جناب ذوقی شاہ صاحب

ہر کلام اپنے کلیم کے کمالات معنوی کا آئینہ ہے۔ ہر کلام اپنے کلیم کی رفعتِ شان فضیلت علمی، وسعت نظر اور خصوصیات ذاتی کی جانب رہنمائی کرتا ہے لیکن اس رہنمائی سے ہر کس و ناکس یکساں طور پر فائدہ نہیں اٹھا سکتا، فائدہ اٹھانے کے لئے انسان میں ایک گونہ اہلیت کی ضرورت ہے کسی فن کی کتاب کا مطالعہ کیجئے، جب تک اس فن سے آپ کو کسی قدر مناسبت نہ ہوگی جب تک اس فن کے مبادیات سے آپ کافی حد تک آگاہ نہ ہوں گے، جب تک ایک اہلیت خاص آپ میں اس کتاب سے فائدہ اٹھانے کی حاصل نہ ہو جائے گی آپ اس کتاب سے کما حقہٗ مستفید نہ ہو سکیں گے، ایک طب کی کتاب کا حق جس خوبی سے ایک طبیب ادا کر سکتا ہے وہ شخص جو طب سے ناآشنا ہے ہرگز نہ ادا کر سکے گا۔ طلب علم کے لئے اگر کتاب کا صرف کتاب ہونا ہی کافی ہوتا تو مبتدیوں کو منتہیوں کی کتابوں کا مطالعہ اتنا ہی مفید ثابت ہوتا جتنا کہ منتہیوں کو۔ حالانکہ ایسا نہیں ہوتا۔ ہر جماعت کے طلبار کے لئے ان کی استعداد کو ملحوظ رکھکر کورس تجویز کیا جاتا ہے اور اس تخصیص و تقسیم کا لحاظ نہ رکھنا نہ صرف غیر مفید بلکہ بااوقات مضر ثابت ہوتا ہے۔ صرف طلب علم ہی پر موقوف نہیں۔ بلکہ زندگی کے ہر شعبہ میں کسی چیز کے مفید یا غیر مفید، مضر یا غیر مضر ہونے میں اہلیت کو بہت کچھ دخل ہے۔ آپ ایک تلوار کسی نااہل کے ہاتھ میں دیدیجئے، روپیہ کسی نااہل کی جیب میں ڈالدیجئے، حکومت کسی نااہل کے حوالہ کر دیجئے۔ پھر دیکھئے کیا تماشہ نظر آتا ہے۔

اس مناسبت کے علاوہ ایک اور چیز بھی ہے جو کسی تصنیف کے مضامین ومطالب پر حاوی ہونے میں زیادہ ممد و معاون اور بصیرت مطلوبہ کے حصول میں زیادہ کارآمد ثابت ہوتی ہے، وہ مصنف کی ذات کے متعلق کسی قدر آگاہی ہے، اگر آپ مصنف کی طبیعت کی افتاد، اس کے انداز بیان، اس کے ذاتی رجحانات اس کے مزاج کی سنجیدگی ومتانت یا شوخی اور چلبلے پن سے واقف ہیں۔ اور جس فن کی تصنیف کا آپ مطالعہ فرما رہے ہیں اس فن سے بھی آپ کچھ مناسبت رکھتے ہیں تو یقیناً اس تصنیف سے آپ زیادہ لطف اور زیادہ نفع اٹھا سکتے ہیں بہ نسبت اس شخص کے جو اس فن سے توکسیقدر مناسبت رکھتا ہے مگر خصوصیات مصنف کا عارف نہیں۔

یہ سب ملکر تین چیزیں ہوئیں جو آپس میں ایک دوسرے سے مربوط ہیں۔

(۱) مضمون خاص سے مناسبت۔

(۲) مطالعہ کتاب۔

(۳) مصنف کے متعلق قدرے عرفان۔

ان کا **ارتباط** باہمی اور آپس میں ایک دوسرے پر منحصر ہونا مبتدی کے لئے سخت مشکل پیدا کرتا ہے، مناسبت کے بغیر مطالعہ کتاب بے سوٗد ہے اور مطالعہ کے بغیر مناسبت نہیں پیدا ہوتی تصنیف پر عبور حاصل کئے بغیر مصنف کی ذاتی خصوصیات سمجھ میں نہیں آتیں اور مصنف کی ذاتی خصوصیات سمجھے بغیر کوئی طالب العلم تصنیف کی گہرائیوں میں نہیں اتر سکتا۔ ایسی صورت میں ایک مبتدی جو ان تینوں باتوں سے محروم ہے، جس کے ہاتھ میں زنجیر کی ان تین کڑیوں میں سے ایک بھی نہیں کیونکر اپنے مقصود تک رسائی پا سکتا ہے؟ ایک چوتھی کڑی ایجاد کرنے کی ضرورت پیش آئے گی۔ جو ان تین کڑیوں اور طالب العلم کے درمیان بہ آسانی واسطہ بن سکے۔ اس چوتھی

کڑی کا نام استاد ہے جس کے بغیر طالب علم کا حصول مراد تک پہنچنا محال ہے تفہیم قرآن کی بحث میں بھی یہ نکتہ ضرورتِ نبوت کو ظاہر کرتا ہے۔

کلام الٰہی سے بھی سب یکساں طور پر فائدہ نہیں اٹھا سکتے۔ یہاں بھی ع

بعض را ہادی و بعضے را مُضِل

کا مضمون پیش آتا ہے حق تعالیٰ خود فرماتا ہے۔

يُضِلُّ بِهٖ كَثِيْرًا وَّيَهْدِيْ بِهٖ كَثِيْرًا ط وَمَا يُضِلُّ بِهٖٓ اِلَّا الْفٰسِقِيْنَ۔ (۲ : ۲۶)

"وہ گمراہ کرتا ہے ساتھ اس کے بہتوں کو اور راہ دکھاتا ہے ساتھ اس کے بہتوں کو۔ اور نہیں گمراہ کرتا ساتھ اس کے مگر فاسقوں کو۔"

صاف فرما دیا گیا ہے کہ جہاں قرآن سے لوگ بکثرت ہدایت پاتے ہیں وہاں بکثرت اس سے لوگ گمراہ بھی ہو جاتے ہیں۔ اور اس کی بھی صراحت فرما دی گئی ہے کہ گمراہ وہی ہوتے ہیں جن کے دل فسق و فجور کی نجاست سے آلودہ ہوں۔ پھر ایک دوسرے موقع پر اللہ تعالیٰ فرماتا ہے

وَاِذَا قَرَاْتَ الْقُرْاٰنَ جَعَلْنَا بَيْنَكَ وَبَيْنَ الَّذِيْنَ لَا يُؤْمِنُوْنَ بِالْاٰخِرَةِ حِجَابًا مَّسْتُوْرًا ۝ وَّجَعَلْنَا عَلٰى قُلُوْبِهِمْ اَكِنَّةً اَنْ يَّفْقَهُوْهُ وَفِيْٓ اٰذَانِهِمْ وَقْرًا۔ (۱۷ : ۴۵ و ۴۶)

اور جب آپ قرآن پڑھتے ہیں تو ہم آپ کے اور جو لوگ آخرت پر ایمان نہیں رکھتے ان کے درمیان ایک پردہ مستور حائل کر دیتے ہیں۔ اور ہم ان کے دلوں پر حجاب ڈالدیتے ہیں جس سے وہ اس (قرآن) کو سمجھ نہیں سکتے اور ان کے کانوں میں ڈاٹ لگا دیتے ہیں۔

بھلا ایسے محجوبین کو قرآن عظیم سے کیا نفع حاصل ہو سکتا ہے اور حقائق و معارف قرآنی پر ان کی نگاہ کیسے جا سکتی ہے اللہ تعالیٰ یہ بھی فرماتا ہے کہ:۔

اِنَّ اللّٰہَ لَا یَھْدِی الْقَوْمَ الظّٰلِمِیْنَ — یقیناً اللہ تعالیٰ ظالم لوگوں کو ہدایت نہیں فرماتا

(۶ : ۱۴۵)

جب ظالم لوگوں کی ہدایت کا دروازہ ہی بند کر دیا گیا ہے تو قرآن سے وہ کیونکر رہنمائی پا سکتے ہیں، ظالموں کی فہرست میں جو لوگ شامل ہیں ان کی تفصیل بھی قرآن ہی سے دریافت کریجئے۔

اِنَّ الشِّرْکَ لَظُلْمٌ عَظِیْمٌ (۳۱ : ۱۳) "تحقیق کہ شرک بڑا ظلم ہے"

ثابت ہوا کہ شرک قرآن کے فہم اور اس سے ہدایت کے حصول میں سد راہ ہے۔ یہاں شرک جلی یا شرک خفی کی کوئی تخصیص نہیں۔ ہر شرک باعث گمراہی ہے۔

وَمَنْ یَّتَعَدَّ حُدُوْدَ اللّٰہِ فَقَدْ ظَلَمَ نَفْسَہٗ (۶۵ : ۱) "اور جو شخص اللہ کے (قائم کردہ) حدود سے نکل جائے تحقیق کہ اس نے اپنی جان پر ظلم کیا"

وہ حدود قوانین قدرت سے متعلق ہوں، یا قوانین اخلاق سے، یا قوانین واخ سے، یا قوانین شریعت سے جو شخص ان حدود سے تجاوز کرے گا۔ وہ اس اعتدال اور اس اہلیت سے محروم ہے، جو قرآن سے فائدہ اٹھانے کے لئے ضروری ہے۔

وَمَنْ اَظْلَمُ مِمَّنْ کَتَمَ شَھَادَۃً عِنْدَہٗ مِنَ اللّٰہِ (۲ : ۱۴۰) اور ایسے شخص سے زیادہ ظالم کون ہوگا جو ایسی شہادت کا اخفا کرے جو اس کے پاس منجانب اللہ پہنچی ہو"

یورپ و امریکہ کے وہ مستشرقین و مصنفین اور بزعم خود وہ محققین جو قومی ملکی اور ذاتی تعصب کی بنا پر دیدہ و دانستہ اسلام کی صورت کو مسخ کرکے دنیا کے سامنے پیش کرتے ہیں اور آیات اللہ اور ان کی خوبیوں کو چھپاتے ہیں۔ ان کے لئے بھی خزائن قرآنی کا دروازہ بند کر دیا گیا ہے۔ لہٰذا جو کچھ وہ اسلام کے متعلق کہتے ہیں اور لکھتے ہیں اس کو اسلام اور قرآن کی

صحیح تعلیم سے کوئی واسطہ نہیں۔

وَمَنْ اَظْلَمُ مِمَّنِ افْتَرٰى عَلَى اللّٰهِ كَذِبًا اَوْ قَالَ اُوْحِيَ اِلَيَّ وَلَمْ يُوْحَ اِلَيْهِ شَيْءٌ (۶: ۹۴)

اور اس شخص سے زیادہ ظالم کون ہوگا جو اللہ پر جھوٹی تہمت لگائے یا یوں کہے کہ مجھ پر وحی آتی ہے حالانکہ اس کے پاس کوئی بات کی بھی وحی نہیں آتی۔"

اس آیت کی رو سے جو لوگ پیغمبر ہونے کا جھوٹا دعویٰ کرتے ہیں اور غلط مشہور کرتے ہیں کہ انہیں الہام ہوتا ہے اور اپنے جھوٹے الہامات کو بڑی آب و تاب سے شائع کرتے ہیں وہ سب کے سب مع اپنے حواریوں اور اپنی جماعت کے لوگوں کے قرآن کے صحیح مفہوم تک پہنچنے سے قاصر ہیں۔ ان لوگوں کی غلط تفسیر اور رکیک تاویلات پر اعتماد کرنا اپنے آپ کو صریح گمراہی میں ڈالنا ہے

فَمَنْ اَظْلَمُ مِمَّنِ افْتَرٰى عَلَى اللّٰهِ كَذِبًا لِّيُضِلَّ النَّاسَ بِغَيْرِ عِلْمٍ ؕ اِنَّ اللّٰهَ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الظّٰلِمِيْنَ ۔ (۶: ۱۴۵)

"پس اس سے زیادہ ظالم کون ہوگا جو اللہ پر جھوٹ باندھے تاکہ لوگوں کو بغیر علم کے گمراہ کرے یقیناً اللہ تعالیٰ ظالموں کی ہدایت نہیں فرماتا۔

غلط فتویٰ دینا اور غلط مسائل بیان کرنا اور متنبہ ہو جانے کے بعد بھی اپنی غلطیوں پر اڑ نا بھی اللہ پر تہمت بندی ہے جو لوگ غلط باتیں حق تعالیٰ سے منسوب کرتے ہیں۔ اور لوگوں کو گمراہ کرتے ہیں۔ خواہ گمراہی سیاسیات سے متعلق ہو یا اقتصادیات سے یا تمدنی امور سے عبادات میں ہو یا معاملات میں بہرحال اللہ کی حرام کی ہوئی چیز کو اپنے جہل سے یا تابع نفس ہو کر حلال اور حلال کو حرام قرار دینے والے ان ظالموں میں شمار کیے گئے ہیں جن سے ہدایت چھین لی گئی ہے اور مفہوم قرآن کے متعلق ان کے اقوال مستند نہیں۔

فَقَدْ جَآءَكُمْ بَيِّنَةٌ مِّنْ رَّبِّكُمْ وَهُدًى وَّرَحْمَةٌ ۚ فَمَنْ اَظْلَمُ مِمَّنْ كَذَّبَ

پس تحقیق تمہارے پاس تمہارے پروردگار کی طرف سے ایک کتاب واضح اور ہدایت اور رحمت آچکی ہے۔ تو اس سے زیادہ کون ظالم ہوگا جو ہماری ان آیتوں کو جھٹلا دے

بِاٰيٰتِ اللّٰهِ وَصَدَفَ عَنْهَا (۶ : ۱۵۸) — اور ان سے گریز کرے۔

ثابت یہ ہوا کہ ادیان باطلہ کے متبعین جو کہ قرآن کے کھلم کھلا منکر ہیں معانی قرآن کے حامل اور مفسر قرآن کسی صورت سے نہیں ہو سکتے۔ مزید غور کیجئے کہ حق تعالیٰ کیا فرماتا ہے:۔

وَمَنْ اَظْلَمُ مِمَّنْ ذُكِّرَ بِاٰيٰتِ رَبِّهٖ فَاَعْرَضَ عَنْهَا وَنَسِيَ مَا قَدَّمَتْ يَدٰهُ ؕ اِنَّا جَعَلْنَا عَلٰى قُلُوْبِهِمْ اَكِنَّةً اَنْ يَّفْقَهُوْهُ وَفِيْٓ اٰذَانِهِمْ وَقْرًا ؕ وَاِنْ تَدْعُهُمْ اِلَى الْهُدٰى فَلَنْ يَّهْتَدُوْٓا اِذًا اَبَدًا۔ (۱۸ : ۵۷)

"اور اس سے زیادہ ظالم کون ہوگا جس کو اس کے رب کی آیتوں سے نصیحت کی جائے پھر وہ اس سے روگردانی کرے اور اپنے ہاتھوں کے کرتوت کو بھی دل سے بھلا دے تحقیق ہم نے ایسے لوگوں کے دلوں پر پردہ ڈال دیا ہے کہ وہ سمجھ ہی نہ سکیں اور ان کے دلوں میں ڈاٹ لگادی ہے (بدیں وجہ) اگر ان کو راہ راست کی جانب بلاویں تب بھی وہ سیدھے راستہ پر ہرگز ہرگز نہ آویں گے"۔

جس طرح اپنے بنائے ہوئے قوانین کے مطابق حق تعالیٰ زہر کھانے والے کو ہلاک کر دیتا ہے۔ آگ میں ہاتھ رکھنے والے کا ہاتھ جلا دیتا ہے۔ ٹھنڈے پانی سے پیاسے کی پیاس بجھا دیتا ہے، اسی طرح ضد ہٹ دھرمی کبر و غرور کی وجہ سے حق بات نہ سننے نصیحت قبول نہ کرنے، اور اپنی بداعمالیوں کی پرواہ نہ کرنے سے حق تعالیٰ انسان کو قبول حق کی صلاحیت اور تفقہ فی الدین کی دولت سے ہمیشہ ہمیشہ کے لئے محروم کر دیتا ہے۔ قرآن میں ایسے لوگوں کے لئے کوئی روشنی نہیں۔

وَلَئِنِ اتَّبَعْتَ اَهْوَآءَهُمْ مِّنْ بَعْدِ مَا جَآءَكَ مِنَ الْعِلْمِ اِنَّكَ اِذًا لَّمِنَ الظّٰلِمِيْنَ۔ (۲ : ۱۴۵)

اگر آپ اہل کتاب کی خواہشوں کی پیروی کرنے لگیں بعد اس کے کہ آپ کے پاس کچھ علم آچکا ہے تو یقیناً ایسی صورت میں آپ کا بھی شمار ظالموں میں ہوگا۔

کیسی شدید وعید ہے ان لوگوں کے حق میں جو دیدہ و دانستہ دوسروں کی ناجائز خواہشات کی

پیروی کرنے لگتے ہیں۔ نہ صرف دوسروں کی بلکہ اپنی خواہشات نفس کی پیروی بھی ہدایت سے محروم کر دیتی ہے کیونکہ اپنے نفس کو معبود بنا لینا اور اس کے آگے سرِ تسلیم خم کر دینا بھی شرک ہے چنانچہ حق تعالیٰ فرماتا ہے۔

أَفَرَءَيْتَ مَنِ اتَّخَذَ إِلَٰهَهُ هَوَاهُ وَأَضَلَّهُ اللَّهُ عَلَىٰ عِلْمٍ وَخَتَمَ عَلَىٰ سَمْعِهِ وَقَلْبِهِ وَجَعَلَ عَلَىٰ بَصَرِهِ غِشَاوَةً فَمَن يَهْدِيهِ مِن بَعْدِ اللَّهِ ۚ أَفَلَا تَذَكَّرُونَ (۴۵:۲۳)

کیا دیکھا آپ نے اس شخص کو جس نے اپنی خواہش کو اپنا معبود بنا لیا اور (بوجہ اسکے) اللہ نے اس کو باوجود علم (رسمی) کے گمراہ کر دیا اور اللہ تعالیٰ نے اس کی سماعت اور اس کے دل پر مہر لگا دی اور اس کی بینائی پر پردہ ڈال دیا۔ بھلا ایسے شخص کو بعد اس کے کہ اسے خدا نے گمراہ کر دیا ہو کون راہ راست پر لا سکتا ہے پس کیا نصیحت نہیں پکڑتے۔

حرص و ہوا کے بندے مشرک ہیں ظالم ہیں اور ہدایت ربانی سے محروم ہیں قرآن سمجھنے اور اس سے فائدہ اٹھانے کی اہلیت ان لوگوں میں نہیں ہوتی دوسرے موقع پر حق تعالیٰ منکر قرآن و مائل بہ دنیا و مطیع نفس کی بابت فرماتا ہے۔

وَلَوْ شِئْنَا لَرَفَعْنَاهُ بِهَا وَلَٰكِنَّهُ أَخْلَدَ إِلَى الْأَرْضِ وَاتَّبَعَ هَوَاهُ ۚ فَمَثَلُهُ كَمَثَلِ الْكَلْبِ إِن تَحْمِلْ عَلَيْهِ يَلْهَثْ أَوْ تَتْرُكْهُ يَلْهَث ۚ ذَّٰلِكَ مَثَلُ الْقَوْمِ الَّذِينَ كَذَّبُوا بِآيَاتِنَا ۚ فَاقْصُصِ الْقَصَصَ لَعَلَّهُمْ يَتَفَكَّرُونَ (۷:۱۷۶)

اور اگر ہم چاہتے تو اس کو ان آیات کی بدولت بلند مرتبہ کر دیتے لیکن وہ دنیا کی طرف مائل ہو گیا اور اپنی خواہشات نفسانی کی پیروی کرنے لگا پس اس کی حالت کتے کی سی ہو گئی کہ اگر تو اس پر حملہ کرے تب بھی ہانپے یا اس کو چھوڑ دے تب بھی ہانپے۔ یہ مثال ان لوگوں کی ہے جنھوں نے ہماری آیتوں کو جھٹلایا پس آپ اس حال کو بیان کر دیجئے تاکہ وہ لوگ کچھ غور و فکر کریں

اس نوعیت کے لوگوں کی بابت آگے چلکر اسی سورۂ اعراف میں آیا ہے کہ:۔

لَهُمْ قُلُوبٌ لَّا يَفْقَهُونَ بِهَا وَلَهُمْ أَعْيُنٌ لَّا يُبْصِرُونَ بِهَا وَلَهُمْ آذَانٌ لَّا يَسْمَعُونَ بِهَا أُولَٰئِكَ كَالْأَنْعَامِ بَلْ هُمْ أَضَلُّ أُولَٰئِكَ هُمُ الْغَافِلُونَ (۷: ۱۷۹)

"ان کے دل ہیں جن سے وہ سمجھتے ہی نہیں اور انکی آنکھیں ہیں جنسے وہ دیکھتے ہی نہیں۔ اور اُن کے کان ہیں جنسے وہ سنتے ہی نہیں۔ یہ لوگ چوپایوں کی طرح ہیں بلکہ ان سے بھی زیادہ گمراہ۔ یہ لوگ غافل ہیں"

اندھے بہرے خالی الذہن جانور بلکہ جانوروں سے بھی بدتر لوگ بھلا حقائق و معارف قرآنی تک کیسے راہ پا سکتے ہیں۔ دو گروہ ہیں دونوں میں فرق۔ مومن و کافر نیک و بد اہل و نااہل دونوں میں زمین و آسمان کا فرق، دونوں کی صلاحیت میں فرق۔ دونوں کے فہم میں فرق۔ دونوں کے انجام میں فرق:۔

مَثَلُ الْفَرِيقَيْنِ كَالْأَعْمَىٰ وَالْأَصَمِّ وَالْبَصِيرِ وَالسَّمِيعِ ۚ هَلْ يَسْتَوِيَانِ مَثَلًا ۚ أَفَلَا تَذَكَّرُونَ۔ (۱۱: ۲۴)

مثال دونوں کی ایسی ہے جیسے کہ ایک تو اندھا بھی ہو اور بہرا بھی اور دوسرا دیکھنے والا بھی اور سننے والا بھی کیا دونوں یکساں ہیں؟ پس کیا تم نصیحت نہیں پکڑتے۔

حق تعالیٰ یہ بھی فرماتا ہے کہ:۔

إِنَّ اللَّهَ لَا يَهْدِي مَنْ هُوَ مُسْرِفٌ كَذَّابٌ (۴۰- ۲۸)

تحقیق اللہ تعالیٰ مسرف کذاب کی رہنمائی نہیں فرماتا

معلوم ہوا کہ جملہ اقسام کی اقتصادی و اخلاقی بے اعتدالیاں صلاحیت ہدایت کے منافی ہیں۔

اس میں شک نہیں کہ قرآن ذِكْرَىٰ لِلْعَالَمِينَ ہے (۶: ۹۱) بَيَانٌ لِّلنَّاسِ ہے

اگر وہ هُدًى وَمَوْعِظَةٌ لِّلْمُتَّقِيْنَ بھی ہے (۳: ۱۳۷) یعنی دنیا کا ہر شخص اس سے فائدہ اٹھانے کی اپنے میں صلاحیت پیدا کر سکتا ہے مگر فائدہ اٹھاتا وہی ہے جو اپنے میں اس کی صلاحیت پیدا کرلے :-

لَا يَمَسُّهٗٓ اِلَّا الْمُطَهَّرُوْنَ (۵۶: ۷۹) "نہیں ہاتھ لگاتے اس کو مگر پاک لوگ"

جس طرح نجاست ظاہری کی حالت میں قرآن کے ظاہر کو ہاتھ لگانا منع ہے اسی طرح نجاست باطنی کی حالت میں قرآن کے باطن کو بھی ہاتھ نہیں لگایا جا سکتا۔ صاف فرما دیا گیا ہے کہ :-

هُدًى لِّلْمُتَّقِيْنَ (۲ : ۲) "ہدایت ہے متقین کے لئے۔

هُدًى وَّرَحْمَةٌ لِّلْمُؤْمِنِيْنَ (۱۰: ۵۷) ہدایت و رحمت برائے مومنین۔

وَنُنَزِّلُ مِنَ الْقُرْاٰنِ مَا هُوَ شِفَآءٌ وَّرَحْمَةٌ لِّلْمُؤْمِنِيْنَ وَلَا يَزِيْدُ الظّٰلِمِيْنَ اِلَّا خَسَارًا (۱۷: ۸۲) اور ہم نازل کرتے ہیں قرآن میں وہ چیز کہ اس میں شفا و رحمت ہے برائے مؤمنین اور زیادتی خسارہ برای ظالمین"

قُلْ هُوَ لِلَّذِيْنَ اٰمَنُوْا هُدًى وَّشِفَآءٌ وَالَّذِيْنَ لَا يُؤْمِنُوْنَ فِيْٓ اٰذَانِهِمْ وَقْرٌ وَّهُوَ عَلَيْهِمْ عَمًى اُولٰٓئِكَ يُنَادَوْنَ مِنْ مَّكَانٍ بَعِيْدٍ (۴۱: ۴۴) آپ کہدیجئے کہ یہ قرآن ایمان والوں کے لئے تو ہدایت و شفا ہے اور جو ایمان نہیں لاتے ان کے کانوں میں ڈاٹ ہے اور قرآن ان کے حق میں نابینائی ہے اور یہ لوگ (بوجہ نااہل ہونے کے) ایسی جگہ سے پکارے جاتے ہیں جو ان کے لئے بڑی دور ہے"

وَاِنَّهٗ لَتَذْكِرَةٌ لِّلْمُتَّقِيْنَ وَاِنَّا لَنَعْلَمُ اَنَّ مِنْكُمْ مُّكَذِّبِيْنَ وَاِنَّهٗ لَحَسْرَةٌ عَلَى الْكٰفِرِيْنَ - (۶۹: ۴۸، ۴۹، ۵۰) اور بلاشبہ یہ قرآن متقیوں کے لئے نصیحت ہے اور ہم جانتے ہیں کہ تم میں سے بعض اس کی تکذیب کرتے ہیں اور اس میں بھی کوئی شک نہیں کہ یہ قرآن کافروں کے لئے حسرت ہے"۔

متذکرہ بالا آیات قرآنی پر غور کرنے سے صاف طور پر ظاہر ہو جاتا ہے کہ قرآن فہمی کیلئے بھی صلاحیت کی ضرورت ہے اور اس صلاحیت کے حصول کے لئے صرف عربی دانی ہی کافی نہیں بلکہ تزکیۂ نفس، تصفیۂ قلب اور تجلیۂ روح کی بھی بڑی ضرورت ہے معصیت وفسق وفجور کی جانب دل میں رغبت، عقیدہ میں ضعف یعنی شک وشبہ کی بیماری کا دل پر تسلط شرک جسکا مقام اصلی قلب ہے طبیعت کی بے اعتدالیاں اخفاء حق پر آمادہ کرنے والی دل کی شرارتیں کذب وبہتان نفس امارہ کی غلامی حب دنیا طلب جاہ وشہرت، یہ تمام باتیں باطنی خرابیوں پر دلالت کرتی ہیں اور یہ جملہ باطنی خرابیاں قرآن سے محرومی کا باعث قرار دی گئی ہیں۔ برعکس اس کے تقویٰ اور ایمان وہ باطنی خوبیاں ہیں جنکی بدولت قرآن ہدایت ورحمت ثابت ہوتا ہے، اس میں شک نہیں کہ قرآن علی الاطلاق ہدایت ہے مگر اس ہدایت کا حصول منحصر کر دیا گیا ہے شرح صدر پر حق تعالیٰ فرماتا ہے :-

فَمَنْ یُّرِدِ اللّٰهُ اَنْ یَّهْدِیَهٗ یَشْرَحْ صَدْرَهٗ لِلْاِسْلَامِ (٦ : ١٢٦)

پس جبکہ ارادہ فرماتا ہے اللہ کہ ہدایت فرمائے کسی کو شرح صدر عطا فرماتا ہے یعنی کشادہ فرما دیتا ہے اس کے سینہ کو اسلام کے لئے۔

اور جب کسی کو شرح صدر کی دولت سے نوازتا ہے تو اسے اپنے نور خاص سے ممتاز فرما لیتا ہے

اَفَمَنْ شَرَحَ اللّٰهُ صَدْرَهٗ لِلْاِسْلَامِ فَهُوَ عَلٰی نُوْرٍ مِّنْ رَّبِّهٖ ۔ (٣٩ - ٢٢)

پس جس شخص کا سینہ اللہ تعالیٰ نے اسلام کے لئے کھول دیا ہے وہ اپنے پروردگار کی طرف سے ایک نور پر ہوتا ہے یعنی اللہ کی عطا کردہ روشنی میں چلتا ہے۔

اسی سلسلہ میں رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم سے مروی ہے کہ جب یہ نور سینہ میں داخل ہوتا ہے تو سینہ کھل جاتا ہے اصحاب کرام نے جب اس حالت کی شناخت کے لئے آپ سے ظاہری علامات دریافت کئے تو

آپ نے فرمایا کہ علامات یہ ہیں کہ دارالغرور یعنی دنیا سے دل ہٹ جاتا ہے اور آخرت کی جانب رجوع ہو جاتا ہے اور ایسا شخص موت کے آنے سے پہلے موت کے لئے تیار رہتا ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم سے یہ حدیث بھی روایت کی گئی ہے کہ:۔

جس وقت دیکھو تم بندہ کو کہ اس کو دنیا سے بے رغبتی اور کم گوئی عطا کی جاتی ہے تو نزدیکی ڈھونڈو اس سے اس لئے کہ تحقیق اسے تعلیم دی جا رہی ہے حکمت کی۔" (بیہقی فی شعب الایمان)

ثابت ہوا کہ وہ علم جو حقیقۃً حکمت ہے اور جسے اللہ و رسول نے بھی حکمت فرمایا ہے تزکیۂ نفس اور طہارت باطن ہی کی صورت میں عطا فرمایا جاتا ہے یہی حکمت وہ حکمت ہے جس سے یکسوئی اور اطمینان قلب کی دولت نصیب ہوتی ہے اور جملہ امور میں بصیرت صحیحہ پیدا ہوتی ہے اس کے علاوہ جس چیز کو غلط طور پر حکمت سمجھ لیا گیا ہے اس سے بجز انتشار و پراگندگی و تاریکی و توہمات و پستی و بربادی کے کچھ ہاتھ نہیں آتا۔

طہارت باطنی کے حصول کے لئے اُستاد کی ضرورت ہے سنت الٰہی اسیطرح جاری ہوئی ہے۔ ہماری ہدایت کے لئے قرآن ہی پر اکتفا نہ فرمایا گیا بلکہ قرآن کو ہمارے لئے مفید بنانے اور ہماری ہدایت کی تکمیل عمل میں لانے کی غرض سے قرآن کے ساتھ ہمارے پاس رسول بھیجا گیا جو روزمرہ کی زندگی میں رات دن ہمارے ساتھ چل کر دستا دبن کر ہم میں رہا بسا ہمیں قرآن سنا یا قرآن سمجھنے اور اس پر عمل کرنے کی ہم میں صلاحیت پیدا کی اور اس صلاحیت کے پیدا کرنے کے بعد ہمیں قرآن کی تعلیم دی اور قرآن کی گہرائیوں میں ہمیں اتارا یعنی حکمت کی تعلیم دی!۔

هُوَ الَّذِي بَعَثَ فِي الْأُمِّيِّينَ رَسُولًا مِّنْهُمْ	وہ (اللہ) ہی ہے جس نے بھیجا ان پڑھوں کے درمیان
يَتْلُوا عَلَيْهِمْ آيَاتِهِ وَيُزَكِّيهِمْ وَيُعَلِّمُهُمُ	انھیں میں سے ایک پیغمبر (جو) پڑھتا ہے ان لوگوں کے سامنے
الْكِتَابَ وَالْحِكْمَةَ (۶۲ : ۲)	آیتیں اللہ کی اور پاک کرتا ہے ان کو اور سکھاتا ہے ان کو کتاب و حکمت۔

پیغمبر کے فرائض یہاں علی الترتیب بیان فرما دیے گئے ہیں۔

(۱) تلاوت قرآن۔

(۲) تزکیہ امت۔

(۳) تعلیم قرآن وحکمت۔

تلاوت قرآن کے ضمن میں علم مجمل بھی آگیا عمل کے لئے علم اجمالی کی ضرورت ہے۔ اس لئے سب سے پہلے علم اجمالی کا فیضان ہے پھر عمل ہے جس سے تزکیہ نفس اور تصفیہ بطون کے حصول میں معاونت ہوتی ہے۔ تصفیہ بطون کے بعد علم تفصیلی اور حکمت آموزی کا نمبر آتا ہے۔

کچھ عرصہ ہوا میں نے رسالہ انوار القدس میں جو اس زمانہ میں بمبئی سے شائع ہوتا تھا ایک اور عنوان کے تحت میں مسئلہ کے اس پہلو پر مندرجہ ذیل الفاظ میں روشنی ڈالنے کی کوشش کی تھی

کتاب کے ساتھ کتاب سکھانے والا بھی بھیجا جاتا ہے۔ نسخہ کے ساتھ طبیب بھی آتا ہے بلکہ پہلے طبیب مبعوث ہوتا ہے پھر اس طبیب کی وساطت سے نسخہ مرحمت ہوتا ہے پھر وَیُزَکِّیْھِمْ وہ طبیب جملہ ظاہری و باطنی بیماریوں کی آلائش سے امت کو پاک کر دیتا ہے پھر وَیُعَلِّمُھُمُ الْکِتٰبَ وَالْحِکْمَۃَ - وہ طبیب اس نسخہ اور حکمت کی تعلیم کو دوسروں کو بھی دے دیتا ہے تاکہ وہ لوگ بھی اسی طرح دوسروں کی ظاہری و باطنی بیماریوں کو دور کر دیا کریں۔ اور لوگوں کی زندگیوں کو پاک بنا دیں

کسی عقلمند شخص کو انکار نہ ہوگا کہ مریض اپنی صحت کے لئے نسخے اور طبیب دونوں کا محتاج ہے۔ بلکہ نسخہ سے زیادہ وہ طبیب کا محتاج ہے اور طبیب کے نہ ہونے کی صورت میں نسخہ اس کے لئے بیکار بلکہ بسا اوقات مضر ثابت ہوتا ہے اس دنیا کے کارخانہ میں عموماً دیکھا گیا ہوگا۔ کہ ایک طبیب جسے طب کی کتابوں پر پورا عبور رہا اور لوگوں کے علاج میں بھی جس کا تجربہ بڑھا ہوا ہو جب کسی پیچیدہ مرض میں مبتلا ہوتا ہے۔ تو باوجود اپنی طبی معلومات اور اپنے طبی تجربے کے وہ اپنے لئے ایک دوسرے

طبیب کا محتاج ہوتا ہے تمام دنیا کا طبی ذخیرہ اس کے لئے بیکار ثابت ہوتا ہے تاوقتیکہ کسی ہم جنس کی صورت برزخ بنکر اس کے اور طبی ذخیرہ کے درمیان واسطہ نہ بنے۔ کاغذ کے اوراق اور ان پر سیاہ و سفید نقوش ہمجنسی کی کمی کو پورا نہیں کر سکتے روحانیات میں بھی مفیض اور مستفیض کے درمیان مناسبت کی اشد ضرورت ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ وَلَوْ جَعَلْنٰهُ مَلَكًا لَّجَعَلْنٰهُ رَجُلًا یعنے اگر لوگوں کے لئے ہم کسی فرشتہ کو بھیجتے تو اس کو بھی مرد ہی کی صورت بناکر بھیجتے۔

اللہ تعالیٰ کا کوئی فعل عبث نہیں۔ وَهُوَ الْعَزِيزُ الْحَكِيمُ وہ زبردست حکمت والا ہے، اس کا کوئی فعل حکمت سے خالی نہیں۔ وہ اگر چاہتا تو صرف قرآن مجید بلاوساطت رسول نازل فرمادیتا لیکن کیا کوئی یہ کہنے کی جرأت کر سکتا ہے کہ محض ایک آسمانی کتاب کا کسی عجیب و غریب طریق سے زمین پر نازل ہوجانا دنیا میں وہ انقلاب پیدا کر دیتا جو ایک مظہر اتم انسان کامل کی زبردست شخصیت اور بابرکت ذات سے پیدا ہو گیا کیا یہ حیرت کا مقام نہیں کہ ایام جاہلیت کے اجڈ عرب اور سادہ لوح بدویوں نے جب قرآن کے ذریعہ ہدایت حاصل کی اور ایک بہترین قوم بن گئے، وہی قرآن بغیر اس کے کہ اس میں ایک زبر یا زیر کا بھی فرق ہوا ہو اب بھی موجود ہے۔ یورپ کا وہ علم دوست طبقہ اسے پڑھتا ہے اس کا ترجمہ یورپ کی مختلف زبانوں میں شائع کرتا ہے اس پر حاشیے چڑھاتا ہے بزعم خود اس کی تفسیر کرتا ہے۔ مگر اسے سمجھ نہیں سکتا اس سے ہدایت نہیں پاتا۔ زمانہ حال کے تعلیمیافتہ لوگ تسخیر برق و دخان میں ذہن رسا رکھنے والے آلات ہلاکت کی ایجاد میں یدطولیٰ رکھنے کے مدعی۔ زمین پر بیٹھے بیٹھے آسمانوں کی پیمائش اور ستاروں کے طول و عرض اور رفتار گردش کا اندازہ کرلینے والے دنیا کے تمام علوم سابقہ کے خزانچی مترجم اور نقاد عرب کے جاہل بدویوں سے بھی کیا عقل و فہم میں بودے نکلے کہ جب قرآن مجید کی بدولت دنیا کی

بدترین قوم بہترین قوم بن گئی اُس قرآن مجید کے بیش بہا خزانوں تک رسائی پیدا کرنے میں نہ ان کی دوربینیں کسی کام آتی ہیں اور نہ ان کی "ایکس ریز" سے مطلب براری ہوتی ہے۔ اس محرومی کی آخر وجہ کیا ہے؟ اس کی وجہ بجز اس کے اور کچھ نہیں کہ عرب کے لوگوں کو جو معلم الکتاب والحکمہ نصیب ہوا تھا وہ اہل یورپ کو نصیب نہیں ہوا۔

صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کو امت کے دیگر افراد پر جو فضیلت حاصل ہے اس کا باعث اسی معلم الکتب والحکمت کی صحبت یا فیض ہے۔ قرآن تو جو اصحاب رسول نہیں ان کو بھی ملا۔ اور انہوں نے قرآن کی خدمتیں بھی بڑی بڑی کیں۔ ترجمے کئے تفسیریں لکھیں عمل کیا تعلیم دی۔ مگر صحابہ کے مرتبہ کو نہ پہنچے۔ اصحاب کے بعد تابعین کا مرتبہ ہے کیونکہ انہیں اصحاب کی صحبت نصیب ہوی۔ پھر ان کے بعد تبع تابعین کا رتبہ ہے کیونکہ انہیں تابعین کا فیضان صحبت نصیب ہوا۔ مقربین کی صحبت سے روگردانی کا نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ بغیر اس کے کہ صحیح بصیرت پیدا ہو انسان اپنے فہم ناقص پر بھروسہ کر کے اپنے لئے خود ہی قرآن وحدیث سے مسائل استنباط کرنے لگتا ہے اور بزعم خود مجتہد بن بیٹھتا ہے۔ نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ اپنے ہاتھ سے اپنے پیر میں کلہاڑی مار لیتا ہے اور مثل اس جاہل مریض کے جو کتابیں دیکھ دیکھ کر اپنا علاج خود ہی کرتا ہے اپنی ہی غلط تشخیص اور غلط علاج کی بدولت ہلاک ہو جاتا ہے۔

اسلام میں جو بہتر فرقے آجکل مسلمانوں کے انتشار و اضمحلال کا باعث ہو رہے ہیں۔ انہیں سے جس فرقے سے جا کر پوچھیے اپنے عقائد کی تائید میں قرآن وحدیث ہی سے سند پیش کرے گا۔ ہر فرقہ کو الگ الگ فرقہ کسی ایسے شخص نے بنایا جسے اپنے علم و فضل کے متعلق انتہا درجہ کا گھمنڈ تھا اور جسے ایک گروہ جید عالم بھی سمجھتا تھا۔ مگر باوجود اس کے وہ صراط مستقیم سے ہٹ گیا اور گمراہ ہو گیا اور دوسروں کی بھی گمراہی کا باعث بنا۔ اس خرابی کا اصلی باعث یہی ہوا کہ قرآن وحدیث کے سمجھنے کے لئے صرف ونحو

اور لغت دانی کو کافی سمجھا گیا اور تاویلات کے لئے اپنی ذہانت پر پورا اعتماد کر لیا گیا فہم صحیح مذاق سلیم اور بصیرت صادقہ کے حصول کے لئے جن امور کی ضرورت تھی ان سے استغنا برتا گیا فہم قرآن کی جانب اس وقت تک ہاتھ نہیں آتی جبتک کہ تزکیہ نفس اور تصفیہ باطن سے بندہ آراستہ نہ ہو جائے۔ جبتک کفر و شرک و نفسانیت، و بغض و حسد و ریا و حب دولت و مال و حب جاہ و حشمت و رغبت دنیا و نظر بر ماسوائے اللہ کی نجاستوں اور پلیدیوں سے بندہ کا باطن پاک و صاف نہ ہوئے حلاوت قرآن اور قرآن کا صحیح فہم نصیب ہونا محال ہے اور یہ وہ روحانی امراض ہیں جن کے دفعیہ کے لئے مریض کسی روحانی طبیب کا محتاج ہے۔ روحانی طبیب سے استفادہ کئے بغیر انسان قرآن پاک کی اصلی نعمتوں سے محروم رہتا ہے"۔

اسی طبیب روحانی کو ابتدائے مضمون میں لفظ استاد سے تعبیر کیا گیا ہے۔ اطبا، امت جبہ و دستار سے نہیں بنتے، جبہ پوش علماء کے ہاتھ سے دستار بندی کی سالانہ رسم کی ادائیگی سے نہیں پیدا ہوتے طول طویل تقریروں کی گرج اور تقریروں کے سیلاب سے انکا خمیر نہیں اٹھتا، بلکہ نبی برحق کی متابعت ظاہری و باطنی اور مشکوٰۃ نبوۃ سے اقتباس انوار کی برکت سے کمالات نبوی سے وہ علیٰ قدر مراتب مزین ہوتے ہیں۔ اور نیابت رسول و وراثت نبی کا حق ادا کرتے ہیں جبتک کہ مبلغین کا گروہ ان کمالات ظاہری و معنوی کو حاصل نہ کریگا تبلیغ کا حق ادا نہ کر سکے گا۔ اگر آپ یورپ، مادہ پرست یورپ، خدا کے نام تک سے برگشتہ یورپ، انا ربکم الاعلیٰ کی صدائے فرعونی لگانے والے یورپ کی کثیف و تاریک و تباہ کن فضاء میں اللہ کی حیات بخش اور جان پرور آواز کسی با اثر طریقے سے پہونچانے کے متمنی ہیں۔ اگر آپ ممالک اسلامی کے برائے نام مسلمان باشندوں کو سچا اور پکا مسلمان بنانے کے آرزو مند ہیں۔ اگر آپ مشرق کے مغرب زدہ لوگوں کو مغربی تاریکی کی روسیاہیوں سے بچانے کے خواہشمند ہیں اگر آپ اپنے پیارے رسول کی امت مرحومہ میں ہونے کا حق ادا کرنے اور پیروی، رسول کے ذوق میں

یَلِغ مَا اُنزِلَ اِلَیکَ کی تعمیل کا کوئی جذبہ اپنے دل میں پاتے ہیں۔ تو خدا کے لئے مبلغین کی ایک ایسی جماعت پیدا کیجئے جو مبلغین کے اوصاف ضروری سے متصف ہو۔ چھاپہ خانہ کی آہنی مشینیں بخدا ان اوصاف سے بالکل خالی ہیں، طباعت رسالت کا فرض انجام دینے سے قاصر ہے۔ ایک جماعت کی ضرورت ہے جیتے جاگتے بیدار متحرک انسانوں کی جماعت نہیں بلکہ اس سے بھی بڑھکر سچے پکے مسلمانوں کی جماعت مبلغین کی جماعت کی ضرورت ہے جو اللہ کے کلام پاک کی صحیح معنوں میں تبلیغ کرے۔ پھر وہ جماعت ضرورت زمانہ پر نظر ڈالکر خواہ درس تدریس سے، خواہ لکچروں اور تقریروں سے، خواہ کوئی اور صورت پیدا کرے۔ بہرحال یہ سب وقتی عارضی اور ہنگامی چیزیں ہونگی۔ اصل چیز جو مستقلاً ان کے اور دوسروں کے کام آیگی اور جو ان تمام ہنگامی صورتوں میں جان ڈالدیگی وہ ان کی ذاتی اخلاقی، روحانی، ایمانی اور صدق و اخلاص وللٰہیت کی باطل شکن قوت ہوگی۔ جبتک کسی تبلیغی تحریک کے پس پشت یہ ذی روح یہ باطل شکن صدق پرور قوت نہ ہوگی غیر ذی روح کاغذ کے بوجھل بنڈلوں اور پیسہ دو پیسہ میں آنے جانے والے پیکٹوں سے مطلب براری ہرگز نہ ہوگی۔

افسوس ہے کہ ہندوستان میں صحیح قسم کے مبلغین کی جماعت تیار کرنے کا کسی معروف تعلیمگاہ میں کوئی معقول انتظام نہیں کہیں کچھ ہوتا بھی ہے تو ظاہری اور رسمی علوم کی تعلیم کسی طرح کافی نہیں۔ ضرورت ہے کہ کسی با اثر شیخ کامل ومکمل کی زیر نگرانی ایک باقاعدہ خانقاہ کا افتتاح کیا جائے جس میں طالب دنیا نہیں، طالب شہرت نہیں، طالب وجاہت نہیں۔ بلکہ طالب اللہ پیدا کئے جائیں۔ یہ طالب اللہ تزکیہ وتصفیہ کے ضروری مراتب طے کرکے اور اس شیخ کامل سے باقاعدہ تعلیم وتلقین وتربیت حاصل کرکے معانی۔ قرآن کے سچے حامل نہیں تعلیم قرآن کا چلتا پھرتا نمونہ ہوں۔ اخلاق نبوی کا صحیح پرتو ہوں۔ اطوار اُن کے اسلام کا آئینہ ہوں۔ روش ان کی مقبول

خاص و عام ہو پھر دیکھیں کہ قرآن کے انوار یورپ و امریکہ کے تاریک گوشوں اور ممالک تاریک کی اخلاق سوز اور مذہب شکن فضا میں کیسے روشنی نہیں پھیلاتے ۔ یورپ ان انوار کا محتاج ہے ساری دنیا ان انوار کی محتاج ہے جو اضطراب، بربادی، اور خطرات آجکل دنیا کو پریشان کر رہے ہیں وہ صرف قرآن ہی کی شعاعوں سے دور ہو سکتے ہیں، اسی قرآن کی روشنی دنیا کے لئے رحمت ثابت ہوگی ۔ ورنہ نجات کی کوئی دوسری صورت امکان میں نہیں ۔ لہذا اچھے اور موثر پیرایہ میں قرآن کی تبلیغ صرف اسلام ہی کے لئے نہیں بلکہ ساری دنیا کے لئے مفید ہے۔ یہ قومی نہیں بلکہ بین الاقوامی مسئلہ ہے اور عالمگیر تحریک کا محتاج ہے۔ کسی ایک شخص کے کرنے کا کام نہیں ایک جماعت کا کام ہے اور جماعت بھی سمجھدار، معقول پسند، مخلص، نیک نیت، پاک طینت قوی العزم، اور متوکل باللہ لوگوں کی ۔ اس برگزیدہ جماعت کے برگزیدہ حضرات اپنی انفرادی اور مجموعی کوششوں سے منفعت عامہ کے اس کار عظیم کا بیڑا اٹھائیں اور اللہ کی پیدا کی ہوئی دنیا میں اللہ کے نام کا بول بالا کریں ۔ صدق و خلوص اور توکل و ایمان کی قوت سے اللہ کا نام لیکر ہم لوگ اٹھ کھڑے ہوں تو اللہ تعالیٰ کی طرف سے تائید غیبی کا ہماری امداد کے لئے بڑھنا بالکل یقینی ہے ۔ صرف اٹھ کھڑے ہونا ہمارا فرض ہے ۔ کیا ہم اپنے اس فرض کی ادائیگی کے لئے تیار ہیں ؟ ۔